خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم

بارھواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

خلاصہ مضامینِ قرآن

بارھواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴿﴾ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴿﴾
وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ
مُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿﴾ (ہود:٦)

آیت ٦

ہر مخلوق کا رزق اللہ کے ذمہ ہے

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ زمین پر بسنے والی ہر مخلوق کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ اُس کے علم میں ہے کہ ہر مخلوق کا مستقل ٹھکانہ کہاں ہے اور وہ اِس وقت عارضی طور پر کہاں ہے۔ گویا اللہ ہر مخلوق کے حال سے ہر وقت واقف ہے اور اُس کی ضروریات پوری کرنے کا انتظام فرما رہا ہے۔

آیات ٧ تا ٨

اللہ کی عالی شان قدرت اور کافروں کی کج فہمی

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ اللہ نے اتنی بڑی کائنات محض چھ مراحل میں تخلیق کی۔ کائنات میں ایک دور ایسا بھی تھا کہ اللہ کا تختِ حکومت پانی پر تھا۔ اِس بات سے کائنات کی تخلیق کے حوالے سے حسبِ ذیل تصور کو تقویت ملتی ہے:

i- اللہ نے کلمہ ٔ کن کہا اور ایک ٹھنڈا نور وجود میں آیا جس سے انسانوں کی ارواح اور فرشتوں کو بنایا گیا۔ اِن ارواح سے اللہ نے عہدِ الست لیا۔

ii- اللہ نے دوبارہ کلمہ ٔ کن کہا جس سے بڑے بڑے آتشی کرّے وجود میں آئے۔ اللہ نے اُس وقت آگ سے جنات کو تخلیق کیا۔

iii- زمین بھی ایک آتشی کرّہ تھا جو رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوا۔ اِس سے بخارات اڑ کر اوپر گئے اور بعد

ازاں منجمد ہوکر زمین پر بارش کی طرح برسے۔اب زمین پر پانی ہی پانی تھا اور اِسی پانی پر اللہ کا اقتدار تھا۔

iv- گرم زمین پانی کی وجہ سے سکڑتی چلی گئی۔ اِس سے کہیں نشیب اور کہیں فراز وجود میں آئے۔نشیب سمندر بن گئے اور فراز خشکی۔ جہاں خشکی وسمندر ملے، وہیں وہ گارا وجود میں آیا جس سے اللہ نے پہلے انسان یعنی حضرت آدمؑ کا جسدِ خاکی بنایا۔

اِن آیات میں مزید فرمایا کہ اللہ نے یہ دنیا اِس لیے بنائی ہے تاکہ وہ انسانوں کا امتحان لے کہ اُن میں سے کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے؟ روزِ قیامت تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ امتحان کا نتیجہ سنایا جائے اور نتیجہ کے مطابق جزاوسزا دی جائے۔ کفار کی کج فہمی ہے کہ وہ انسانوں کے دوبارہ جی اٹھنے کے عمل کو جادو قرار دے رہے ہیں۔اب اگر اُن کو اِس جھٹلانے پر فوراً سزا نہیں دی جاتی تو طنزاً پوچھتے ہیں کہ ہم پر عذاب کیوں نہیں آرہا؟ کافر جان لیں کہ جس روز اُن پر عذاب آئے گا تو پھر وہ اُس عذاب سے بچ نہ سکیں گے۔

آیات ۹ تا ۱۱

انسان کی کم ظرفی

اِن آیات میں ایک غیر تربیت یافتہ انسان کی کم ظرفی کا بیان ہے۔اُسے اگر کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس ہوجاتا ہے اور لمبے چوڑے شکوے کرتا ہے۔ اِس کے برعکس اگر اللہ اُسے کوئی بھلائی عطا فرمادے تو اتراتا ہے اور اپنی بڑائیاں کرتا ہے۔ گویا دونوں حالتوں میں خود کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ ہاں جو لوگ خود کو دونوں صورتوں میں تھامے رکھتے ہیں یعنی تکالیف پر صبر اور بھلائیوں پر شکر کرتے ہیں اُن کے لیے بخشش اور بہت بڑے اجر کی بشارت ہے۔

آیات ۱۲ تا ۱۴

حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول اور قرآن اللہ کا کلام ہے

اِن آیات میں کافروں کے دو اعتراضات کا ذکر ہے۔ وہ اعتراض کرتے تھے کہ اگر محمد ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو اُنہیں کوئی خزانہ کیوں نہیں دے دیا جاتا یا کوئی فرشتہ اُن کے ساتھ

اُن کی حفاظت اور اظہارِ عظمت کے لیے نازل کیوں نہیں ہوتا؟ فرمایا اے نبی ﷺ! اُن کی باتوں سے غمگین نہ ہوں۔ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ ﷺ کا کام اُن تک حق پہنچانا ہے، اُن سے حق منوانا نہیں۔ کافروں کا دوسرا اعتراض تھا کہ قرآن اللہ کا نہیں محمد ﷺ کا بنایا ہوا کلام ہے۔ جواب میں اللہ نے چیلنج دیا کہ مقابلہ میں قرآن جیسی دس سورتیں لے آؤ۔ اللہ کے رسول ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اگر کافر یہ چیلنج قبول نہ کرسکیں تو ثابت ہوجائے گا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اُس کے کامل علم کا مظہر ہے۔ کوئی انسان اللہ کے کلام جیسا کلام کبھی بھی نہیں پیش کرسکتا۔ لہٰذا اللہ ہی معبودِ حقیقی ہے۔ بہتری اِسی میں ہے کہ اللہ کے احکامات کے سامنے گردن جھکا دی جائے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

طے کرلو دنیا کے طلب گار ہو یا آخرت کے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ جو کوئی بھی دنیا کا طلب گار ہوگا اُسے اُس کی محنتوں کا صلہ دنیا میں دے دیا جائے گا۔ ایسے بدنصیب انسان کے لیے آخرت میں سوائے جہنم کی آگ کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ اُنھوں نے اپنے ضمیر کو جھوٹی تسلیاں دینے کے لیے جو جزوی نیکیاں کی تھیں وہ روزِ قیامت برباد ہوجائیں گی اور اُن کی دنیا کے حصول کے لیے کی گئی کاوشیں باطل ثابت ہوں گی۔

آیت ۱۷

رسالتِ محمدی ﷺ پر سب سے بڑا گواہ قرآنِ مجید ہے

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ولادت سے لے کر ظہورِ نبوت تک انتہائی پاکیزہ تھی۔ نبوت کے ظہور اور قرآن کے نزول نے آپ ﷺ کے کردار کی سچائی پر مہرِ تصدیق ثبت کردی۔ قرآن سے پہلے رحمت بھرے احکاماتِ شریعت تورات میں تھے۔ اب یہ رحمت قرآن کی صورت میں برسی ہے۔ یہ ایسی یقینی حقیقت ہے جس پر شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ سلیم الفطرت لوگ اِس قرآن پر ایمان لاکر رسالتِ محمد ﷺ کے برحق ہونے کی گواہی دیں گے۔ البتہ لوگوں کی اکثریت ایمان لانے سے محروم رہے گی اور جہنم کی آگ کا نوالہ بنے گی۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

سب سے بڑے ظالم اور بدنصیب لوگ

اِن آیات میں فرمایا کہ سب سے بڑا ظالم وہ گروہ ہے جو اللہ کے ساتھ یہ جھوٹی بات منسوب کرے کہ اُس کے کچھ شریک ہیں۔ اُس روز کئی گواہ اُن کے اِس ظلم پر گواہی دیں گے۔ اُن ظالموں پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ کوئی اُن کی مدد کے لیے نہیں آئے گا۔ اُن کے لیے عذاب مسلسل بڑھایا جائے گا۔ وہ سماعت اور بصارت سے محروم کردیے جائیں گے اور روزِ قیامت وہ سب سے زیادہ خسارے میں ہوں گے۔

آیت ۲۳

سعادت مند لوگ

اِس آیت میں فرمایا کہ سعادت مند لوگ وہ ہیں جو اللہ کے کلام اور اُس کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں، اچھے اعمال کریں اور زندگی کے جملہ معاملات میں اللہ کے احکامات کے سامنے عاجزی کے ساتھ سرِتسلیم خم کریں۔ یہ وہ خوش نصیب ہیں جو ہمیشہ ہمیش جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

آیت ۲۴

بدنصیبوں اور خوش نصیبوں کی مثال

اِس آیت میں فرمایا کہ بدنصیب لوگ درحقیقت اندھے اور بہرے ہیں۔ اِس کے مقابلے میں خوش نصیب لوگ دیکھنے اور سننے والے ہیں۔ کیا یہ دونوں طرح کے لوگ برابر ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! پس اے لوگو! تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے؟

آیات ۲۵ تا ۳۱

حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ حضرت نوحؑ نے قوم کو توحید اور اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ قوم نے حقارت سے دعوت کو ٹھکرا دیا اور طنز کیا کہ نوحؑ

ہماری طرح کے ایک انسان ہیں اور اُن کا ساتھ دینے والے ہمارے معاشرہ کے گھٹیا اور مفلس لوگ ہیں۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ دیکھو میں نے تمہارے درمیان ایک پاکیزہ زندگی بسر کی ہے۔ پھر اللہ نے مجھے نبوت کے لیے پسند فرمالیا۔ میری دعوت بےلوث ہے۔ میں نے تم سے اِس پر کوئی نذرانہ یا معاوضہ طلب نہیں کیا۔ میں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ میں انسان نہیں بلکہ کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہوں یا میرے اختیار میں دنیا کے خزانے ہیں۔ میں نے صرف یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں، معاشی یا معاشرتی اعتبار سے اُن کی کیا حیثیت ہے، مجھے اِس سے کوئی غرض نہیں۔ ہاں اللہ کی نگاہ میں وہ انتہائی بلند مقام کے حامل ہیں۔ اگر میں تمہاری خواہش کے مطابق اُنہیں اپنے پاس سے دور کر دوں تو مجھے اللہ کی سزا سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

آیات ۳۲ تا ۳۵

قوم کا حضرت نوحؑ سے عذاب لانے کا مطالبہ

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ قوم نے حضرت نوحؑ کی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے اُن سے مطالبہ کیا کہ ہم پر عذاب لے آؤ۔ حضرت نوحؑ نے جواب دیا کہ عذاب تو اللہ ہی لے کر آئے گا اور تم اُس عذاب سے بچ نہ سکو گے۔ اگر اللہ نے تمہیں برباد کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو پھر میری خیر خواہی اور نصیحت تمہیں عذاب سے نہیں بچا سکتی۔

آیات ۳۶ تا ۳۹

جو اہلِ حق کا مذاق اڑائے گا تو پھر اُس کا بھی مذاق اڑایا جائے گا

اِن آیات میں اللہ نے حضرت نوحؑ کو آگاہ کیا کہ اب آپ کی قوم میں سے مزید کوئی ایمان نہ لائے گا۔ آپ ہماری رہنمائی اور نگرانی میں ایک کشتی بنائیے۔ حضرت نوحؑ کشتی بنا رہے تھے اور کفار آپ کا مذاق اڑا رہے تھے کہ یہ خشکی میں کشتی چلائیں گے۔ حضرت نوحؑ نے فرمایا کہ عنقریب ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ اب تم پر رسواکن اور دائمی عذاب نازل ہونے ہی والا ہے۔

آیات ۴۰ تا ۴۴

قومِ نوحؑ پر عذاب

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی قوم پر عذاب کا ذکر ہے۔ جب اللہ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ آیا تو ایک تنور سے پانی ابلنا شروع ہوا۔ حضرت نوحؑ نے تمام اہلِ ایمان اور ہر مخلوق کا ایک جوڑا کشتی میں سوار کرلیا۔ پانی کی سطح بلند ہوتی گئی اور ایسا طوفان آیا کہ جس سے پہاڑ جیسی بلند موجیں پیدا ہوگئیں ۔ پوری قوم اِس طوفان میں غرق ہوئی۔ حضرت نوحؑ کا ایک بیٹا بھی ایمان لانے سے محروم رہا تھا۔ آپ نے اُسے آخر وقت تک دعوت دی کہ وہ ایمان لا کر کشتی میں سوار ہوجائے۔ اُس نے اسباب پرستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر خود کو ڈوبنے سے بچالوں گا۔ اچانک ایک موج آئی اور اُسے بہا کرلے گئی۔ پھر اللہ کے حکم سے طوفان تھم گیا' زمین خشک ہوگئی اور کشتی جودی پہاڑ پر جا ٹھہری۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

بیٹے کے حق میں حضرت نوحؑ کی سفارش قبول نہیں کی گئی

اِن آیات میں حضرت نوحؑ کی اپنے بیٹے کے حق میں سفارش کا ذکر ہے۔ حضرت نوحؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے میرے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے تھا اور آپ نے میرے گھر والوں کو محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا تھا۔ بے شک آپ کا وعدہ برحق ہے۔ جواب میں اللہ نے فرمایا:

یٰنُوۡحُ اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِکَ ج صلے اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ق فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ
مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ ط اِنِّیۡۤ اَعِظُکَ اَنۡ تَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰھِلِیۡنَ ﴿۴۶﴾

''اے نوحؑ! یہ بچہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں تھا' اِس لیے کہ اُس کے اعمال غیر صالح تھے۔ تم مجھ سے ایسی چیز کا سوال مت کرو کہ جس کے لیے تمہارے پاس کوئی علم نہ ہو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں ورنہ تم بھی ہوجاؤ گے جذباتی لوگوں میں سے''۔

اِس پر نوحؑ نے گڑگڑا کر عرض کی:

رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡـَٔلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۴۷﴾

''اے میرے رب! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اِس سے کہ میں آپ سے اُس چیز کا سوال کروں جس کے لیے میرے پاس کوئی علم نہیں ہے۔ اے اللہ! اگر آپ نے مجھے بخش نہ دیا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں ہو جاؤں گا خسارہ پانے والوں میں سے''۔

حقیقت یہی ہے کہ فاسق و فاجر اولاد کا صالح والد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ بقول اقبال:

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو؟

۹۵۰ برس تک اللہ کے دین کی خدمت کرنے والے نوحؑ کی اپنے بیٹے کے حق میں سفارش اگر بارگاہِ خداوندی میں قبولیت حاصل نہیں کر سکی تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ہماری اکثریت کے ذہن میں جو شفاعتِ باطلہ کے تصورات ہیں اُن کی کیا حقیقت ہے اور اُن کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ آخر میں نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہ واقعات غیب کی خبروں میں سے ہیں جو آپ کو سنائے جا رہے ہیں۔ آپ ﷺ حضرت نوحؑ کی طرح ڈٹے رہیں۔ دنیا میں کفار وقتی طور پر آپ ﷺ کو دکھ دے رہے ہیں لیکن وہ انجامِ بد سے دوچار ہو کر رہیں گے اور آخرت میں تمام نعمتیں اور ابدی راحت و سکون آپ ﷺ کو حاصل ہو کر رہے گا۔

آیات ۵۰ تا ۵۲

توبہ واستغفار کی برکات

اِن آیات میں حضرت ہودؑ کی بے لوث دعوت کا بیان ہے۔ اُنہوں نے اپنی قوم یعنی قومِ عاد کو دعوتِ توحید دی، اللہ کے حضور توبہ واستغفار کی تلقین کی اور توبہ اور استغفار کی برکات کا ذکر اِس طرح کیا:

یٰقَوۡمِ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ یُرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَیۡکُمۡ مِّدۡرَارًا

وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ

''اے میری قوم کے لوگو! اپنے رب سے بخشش مانگو، پھر اُس کے حضور توبہ کرو۔ وہ تم پر بھیجے گا آسمان کو مسلسل برستا ہوا اور تمہاری قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا''۔

آیات ۵۳ تا ۵۷

حضرت ہودؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں حضرت ہودؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش کا بیان ہے۔ قوم نے آپ کی دعوت جھٹلا دی اور کہا کہ شاید ہمارے کسی معبود نے آپ پر برے اثرات ڈال دیے ہیں۔ حضرت ہودؑ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے معبود میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔ ہر مخلوق ہر وقت اللہ ہی کے اختیار میں اور اُس کا نفع و نقصان صرف اور صرف اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اگر تم نے یہ پیغام قبول نہ کیا تو اللہ تمہیں برباد کر دے گا۔ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو دنیا میں خلافت دے گا اور تم اللہ کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے۔

آیات ۵۸ تا ۶۰

قومِ عاد پر اللہ کا عذاب

اِن آیات میں قومِ عاد پر اللہ کے عذاب کا ذکر ہے۔ اللہ نے حضرت ہودؑ اور اہلِ ایمان کو محفوظ رکھا اور ایک تیز و تند ہوا کے ذریعہ بقیہ قوم کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ وہ اِس طرح مٹا دیے گئے جیسے کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔ قومِ عاد کو رسولوں کی نافرمانی اور حق کے دشمن سرکش سرداروں کی پیروی کی بدترین سزا ملی۔ دنیا و آخرت میں لعنت اور پھٹکار ہی اُن کا نصیب ٹھہری۔ بلاشبہ نافرمان قوموں کا برا انجام ہوا۔

آیات ۶۱ تا ۶۳

حضرت صالحؑ کی اپنی قوم کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں حضرت صالحؑ کی اپنی قوم یعنی قومِ ثمود کے ساتھ کشمکش کا ذکر ہے۔ حضرت صالحؑ نے قوم کو اللہ کی بندگی کرنے، اُس کا شکر ادا کرنے اور اُس سے بخشش مانگنے کی تلقین

کی۔قوم نے حضرت صالحؑ کی دعوت قبول کرنے کے بجائے اِس حوالے سے شکوک و شبہات کا اظہار کیا۔قوم نے حضرت صالحؑ کی پاکیزہ زندگی کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہمیں تو امید تھی کہ آپ قوم کا نام روشن کریں گے۔ اِس کے برعکس آپ نے اپنے آباء واجداد کے تصورات ہی کی نفی کردی۔حضرت صالحؑ نے جواب دیا کہ بلاشبہ میں نے تمہارے درمیان پاکیزہ زندگی بسر کی۔ پھر اللہ نے مجھے نبوت کے لیے پسند فرما کر مجھ پر اپنے احسانات کی بارش کردی۔ کیا میں تمہاری امیدوں اور توقعات کو پورا کرنے کے لیے اللہ کے ساتھ احسان فراموشی کروں؟ اگر میں نے ایسا کیا تو مجھے اللہ کے عذاب سے کون بچا سکے گا؟

آیات ۶۴ تا ۶۸

قومِ ثمود پر عذاب

اِن آیات میں قومِ ثمود پر اللہ کے عذاب کا بیان ہے۔قوم نے فرمائش کی کہ اگر پہاڑ سے زندہ اونٹنی برآمد کردی جائے تو وہ ایمان لے آئے گی۔ اللہ نے یہ معجزہ ظاہر کردیا۔حضرت صالحؑ نے قوم سے کہا کہ معجزہ سے ظاہر ہونے والی اونٹنی اللہ کی خاص نشانی ہے لہٰذا اِس کے کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے اور نہ ہی اُسے مار دینے کی نیت سے ہاتھ لگایا جائے۔قوم نے اونٹنی کو ہلاک کردیا۔ اِس جرم کے تین روز بعد زوردار زلزلہ نے قوم کو نیست ونابود کردیا۔ وہ ایسے ہو گئے جیسے کبھی وہاں آباد ہی نہ تھے۔ البتہ حضرت صالحؑ اور اہلِ ایمان عذاب سے محفوظ رہے۔

آیات ۶۹ تا ۷۳

حضرت ابراہیمؑ کے لیے حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے لیے حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت مذکور ہے۔ اللہ نے انسانی صورت میں چند فرشتوں کو حضرت ابراہیمؑ کے پاس بھیجا۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کا پیش کردہ کھانا' کھانے سے انکار کردیا۔حضرت ابراہیمؑ نے خوف محسوس کیا کہ کہیں یہ بری نیت سے تو نہیں آئے جو میرے دسترخوان کا نمک نہیں کھا رہے۔فرشتوں نے کہا کہ ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور قوم لوطؑ پر عذاب کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ اِسی دوران حضرت

ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت سارہ سامنے آئیں جو بانجھ اور بڑھاپے کی عمر میں تھیں۔فرشتوں نے اُن کو بیٹے حضرت اسحاقؑ اور پوتے حضرت یعقوبؑ کی بشارت دی۔حضرت سارہ نے تعجب کا اظہار کیا کہ بڑھاپے اور بانجھ پن میں ایسا کیسے ممکن ہے؟ جواب میں فرشتوں نے کہا:

اَتَعۡجَبِيۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ رَحۡمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيۡكُمۡ اَهۡلَ الۡبَيۡتِ ؕ
اِنَّهٗ حَمِيۡدٌ مَّجِيۡدٌ ۝

''کیا تم اللہ کے فیصلہ کے حوالے سے تعجب کرتی ہو! تم پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہیں اے اہلِ بیت! بے شک اللہ کی حمد جاری وساری ہے اور وہ بڑی بزرگی والا ہے''۔

اِس سے ظاہر ہوا کہ اہلِ بیت سے مراد نبی اور اُن کی زوجہ ہیں۔

آیات ۷۴ تا ۷۶

ظالم قوم کے لیے نبی کی سفارش قبول نہیں کی جاتی

اِن آیات میں حضرت ابراہیمؑ کی قومِ لوطؑ کے لیے سفارش کا ذکر ہے۔اللہ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ! قومِ لوطؑ کی سفارش میری بارگاہ میں نہ کرو۔اُن پر اب ایسا عذاب نازل ہونے والا ہے جسے لوٹایا نہیں جاسکتا۔

آیات ۷۷ تا ۸۰

قومِ لوطؑ کی بے حیائی

اِن آیات میں حضرت لوطؑ کی قوم کی بے حیائی کا تذکرہ ہے۔جب فرشتے خوبصورت لڑکوں کی صورت میں حضرت لوطؑ کے پاس آئے تو قوم دیوانہ وار دوڑتی ہوئی آئی تاکہ اُن لڑکوں کو اپنی شہوت کا نشانہ بناسکے۔حضرت لوطؑ نے اِس بے حیائی پر قوم کو منع کیا اور کہا کہ قوم کی بیٹیاں موجود ہیں اُن سے نکاح کر کے جذبات کی تسکین کا جائز راستہ اختیار کرو۔قوم نے ڈھٹائی سے حضرت لوطؑ کی نصیحت کو رد کر دیا۔حضرت لوطؑ نے حسرت سے کہا اے کاش میرے پاس تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں اپنے مہمانوں سمیت کسی محفوظ مقام پر پناہ لے سکتا۔

آیات ۸۱ تا ۸۳

قومِ لوطؑ پر عذاب

اِن آیات میں قومِ لوطؑ پر آنے والے عذاب کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔فرشتوں نے حضرت لوطؑ کو تسلی دی کہ ہم اللہ کے طرف سے بھیجے گئے ہیں۔آپ اپنے گھر والوں کو لے کر بستی سے نکل جایئے۔البتہ آپ کی زوجہ قوم کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے اور وہ قوم کے ساتھ عذاب کا شکار ہوگی۔اِس کے بعد قومِ لوطؑ کی بستی کو الٹ دیا گیا اور ایک تیز آندھی کے ذریعہ اُن پر کنکریوں کی بارش کی گئی۔ہر کنکری ٹھیک نشانہ پر ایک ایک مجرم کو لگی اور قوم تباہی اور بربادی کی عبرتناک مثال بن گئی۔

آیات ۸۴ تا ۸۶

حضرت شعیبؑ کی دعوت

اِن آیات میں حضرت شعیبؑ کی اپنی قوم کے سامنے دعوت کا بیان ہے۔اُنہوں نے قوم کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی اور خاص طور پر ناپ اور تول میں کمی کرنے سے منع کیا۔مزید یہ کہ قافلوں کو لوٹنے یعنی زمین میں فتنہ وفساد برپا کرنے سے روکا۔اُنہیں یہ حقیقت بتائی کہ جائز ذرائع سے حاصل ہونے والی آمدنی ہی انسان کے لیے خیر و برکت کا باعث ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں حرام کی ہر صورت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۸۷ تا ۹۳

حضرت شعیبؑ کی قوم کے ساتھ کشمکش

اِن آیات میں حضرت شعیبؑ اور اُن کی قوم کے درمیان بحث ونزاع کا ذکر ہے۔قوم نے کہا کہ اے شعیب!تم کثرت سے نمازیں پڑھتے تھے۔کیا اِن نمازوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ تم ہمیں اپنے معبودوں کی بندگی اور اپنی مرضی کے مطابق مال کمانے سے روکتے ہو؟ حضرت شعیبؑ نے قوم کے سامنے اپنے کردار کی پاکیزگی اور خاص طور پر اپنے قول وفعل کی مطابقت کو پیش کیا۔اُن پر واضح کیا کہ میرا مقصد صرف اور صرف اللہ کی نصرت کے سہارے تمہاری اصلاح

ہے۔ اگر تم نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کی تو اللہ کی رحمت تمہارے شامل حال ہوگی۔ دوسری صورت میں تم پر اِسی طرح سے عذاب آئے گا جیسے سابقہ قوموں پر آیا تھا۔ قوم نے کہا کہ ہم اگر تمہارے خاندان کا لحاظ نہ کرتے تو کب کا تمہیں سنگسار کر چکے ہوتے۔ حضرت شعیبؑ نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ سے زیادہ میرے خاندان کا پاس ہے؟ جو کرنا ہے کرلو۔ اب دیکھ لینا کہ کس پر رسواکن عذاب نازل ہوتا ہے؟

آیات ۹۴ تا ۹۵

قومِ شعیبؑ پر عذاب

اِن آیات میں قومِ شعیبؑ پر نازل ہونے والے عذاب کا بیان ہے۔ یہ عذاب ایک زلزلہ کی صورت میں آیا جس طرح قومِ ثمود پر آیا تھا۔ قومِ شعیبؑ بھی اُسی طرح سے نیست و نابود ہوئی جس طرح قومِ ثمود ہوئی تھی۔ البتہ اللہ نے حضرت شعیبؑ اور اُن کے ساتھ اہلِ ایمان کو عذاب سے محفوظ رکھا۔

آیات ۹۶ تا ۹۹

آلِ فرعون کا برا انجام

اِن آیات میں حضرت موسیٰؑ کو آلِ فرعون کی طرف بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ آلِ فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے بجائے فرعون کے گمراہ کن احکامات کی پیروی کی۔ روزِ قیامت اُن کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ اُن پر رہتی دنیا تک لعنت ہوتی رہی گی اور وہ روزِ قیامت بھی ذلت و رسوائی کا شکار ہوں گے۔

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۲

ہلاک ہونے والی قوموں کے انجام پر بصیرت افروز تبصرہ

اِن آیات میں اُن نافرمان قوموں کے انجام پر بصیرت افروز تبصرہ کیا گیا جو عذابِ الٰہی کے ذریعہ ہلاک ہوئیں۔ اِن قوموں پر اللہ نے ظلم نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے شرک کی راہ پر ہٹ دھرمی سے چل کر خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا۔ جب اللہ کا عذاب آیا تو اُن کے خودساختہ معبود

اُن کے کچھ کام نہ آئے۔ اللہ مختلف عذابوں سے نافرمان قوموں کی پکڑ کرتا ہے اور اُس کے عذاب کی ہر صورت ہی بڑی دردناک ہوتی ہے۔

آیات ۱۰۳ تا ۱۰۹

بدنصیب کون اور خوش نصیب کون؟...... فیصلہ روزِ قیامت ہوگا!

اِن آیات میں احوالِ قیامت بیان ہوئے۔ روزِ قیامت تمام انسان حاضر کیے جائیں گے۔ اُس روز اللہ کی اجازت کے بغیر کسی کو کلام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ اللہ انسانوں کے حوالے سے فیصلہ سنائے گا اور انسان دو گروہوں میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔ ایک گروہ بدنصیبوں کا ہوگا جو ہمیشہ ہمیش جہنم میں جلتے رہے گے۔ دوسرا گروہ خوش نصیبوں کا ہوگا جو ہمیشہ ہمیش جنت کی نعمتوں سے شادکام ہوں گے۔ اللہ ہمیں دوسرے گروہ میں شامل فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۰ تا ۱۱۱

اللہ کے کلام سے ہر دور میں اختلاف کیا گیا

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کے لیے بیان کیا گیا کہ ہر دور میں اللہ کی کتاب سے اختلاف کرنے والے موجود رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ کو اللہ نے کتاب دی اور اُن کی قوم کے بدنصیب گروہ نے اُس سے اختلاف کیا۔ اللہ کی سنت ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو اصلاح کے لیے مہلت دیتا ہے۔ البتہ جو لوگ مہلت سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو پھر اُنہیں اپنے جرائم کی پوری پوری سزا دے دی جاتی ہے۔

آیات ۱۱۲ تا ۱۱۵

مشکل حالات میں اہلِ ایمان کے لیے اہم ہدایات

اِن آیات میں اہلِ ایمان کو نبی اکرم ﷺ کے توسط سے انتہائی مشکل حالات میں مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی:

i- شدید مخالفت کے باوجود حق پر ڈٹے رہو۔

ii- مخالفین کے ظلم کے ردِعمل میں ایسا قدم نہ اٹھاؤ جو شریعت کے خلاف ہو۔

iii- کافروں کی طرف سے کسی بھی قسم کے سمجھوتے کی پیشکش قبول نہ کرو۔

iv- پنج وقتہ نماز پابندی سے ادا کرو۔ تمہاری نیکیوں سے صغیرہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

v- کافروں کے طنز اور تشدد کے جواب میں صبر کرو۔ اللہ کے ہاں تمہارے صبر کا اجر محفوظ ہے۔

آیات ۱۱۶ تا ۱۱۷

برائی کو روکنے والے ہی عذاب سے بچتے ہیں

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ کاش ہلاک ہونے والی قوموں میں ایک مؤثر حصہ ایسے لوگوں کا ہوتا جو نافرمانوں کو برائی سے روکتا۔ ایسے لوگ بہت کم تھے۔ البتہ جب اللہ کا عذاب آیا تو برائی سے روکنے والوں کو اللہ نے بچا لیا۔ جب تک بستی میں برائی سے روکنے والوں کا ایک مؤثر گروہ ہوتا ہے' اللہ ایسی بستی پر عذاب نازل نہیں فرماتا۔ اللہ ہم سب کو نہ صرف برائیوں سے رکنے بلکہ روکنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۸ تا ۱۱۹

حق سے اختلاف کرنے والے ہر دور میں ہوں گے

اِن آیات میں فرمایا گیا کہ اللہ تمام انسانوں کو زبردستی حق کا ساتھ دینے والا بنا سکتا تھا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا۔ انسانوں کو اختیار دیا ہے۔ ہر دور میں کچھ بدنصیب انسان اختیار کا غلط استعمال کر کے حق کی مخالفت کریں گے۔ اللہ ایسے ہی مجرموں سے جہنم کو بھر دے گا۔

آیات ۱۲۰ تا ۱۲۳

اللہ کا دوٹوک اعلان

اِن آیات میں فرمایا کہ اللہ نے سابقہ رسولوں کے واقعات اِس لیے بیان فرمائے کہ اِس سے نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی ہو اور اہلِ ایمان کے لیے نصیحت اور یاد دہانی کا سامان ہو۔ کافروں کے لیے چیلنج ہے کہ وہ ہمارے رسول کے خلاف جو اقدام کر سکتے ہیں کر گزریں۔ اُن کا وہی انجام ہوگا جیسا سابقہ رسولوں کے مخالفین کا ہوا تھا۔ اللہ آسمانوں اور زمین کے تمام رازوں' تمام انسانوں کے اعمال اور پھر اُن کے انجام سے واقف ہے۔ تمام انسانوں کے معاملات

آخری فیصلہ کے لیے اُسی کے سامنے پیش ہوں گے۔ خیر اِسی میں ہے کہ اللہ ہی کی بندگی کی جائے اور صرف اور صرف اُسی پر بھروسہ کیا جائے۔

سورۂ یوسفؑ

ایک حسین واقعہ کا بیان

سورۂ یوسف کے ۱۲ میں سے ۱۱ رکوع حضرت یوسفؑ کے پُر حکمت، حسین اور دلچسپ واقعہ کے بیان پر مشتمل ہیں۔

واقعہ کا پس منظر:

حضرت یوسفؑ، حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ مجموعی طور پر حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے دس بیٹے پہلی بیوی سے اور دو بیٹے دوسری بیوی سے تھے۔ یہ بیٹے اور اُن کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہیں۔ حضرت یوسفؑ اور اُن کے بھائی بنیامین حضرت یعقوبؑ کی دوسری بیوی سے تھے اور عمر میں دس سوتیلے بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ سوتیلے بھائی حضرت یوسفؑ سے حسد کرتے تھے جس کی تفصیل اِس سورت کے بیان شدہ واقعہ میں آئی ہے۔

سورہ ٔمبارکہ کا شانِ نزول:

یہ سورہ ٔمبارکہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی۔ اِس کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہود نے قریش مکہ کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ کا امتحان لینے کے لیے سوال پوچھا کہ بنی اسرائیل کا فلسطین کے علاقے کنعان سے مصر کی طرف ہجرت کا سبب کیا تھا؟ اہلِ عرب اِس سوال کے جواب سے ناواقف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سوال کا جواب اِس سورہ ٔمبارکہ میں عطا فرما کر نبی اکرم ﷺ کو امتحان میں سرخرو کیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی حقانیت کو ثابت کر دیا۔

آیات کا تجزیہ:

آیات ۱ تا ۶	حضرت یوسفؑ کا خوش کن خواب
آیات ۶ تا ۱۸	برادرانِ یوسفؑ کی سازش
آیات ۱۹ تا ۳۴	حضرت یوسفؑ عزیز مصر کے گھر میں

آیات ۳۵ تا ۵۳	حضرت یوسفؑ قید خانہ میں
آیات ۵۴ تا ۵۷	حضرت یوسفؑ شاہِ مصر کے دربار میں
آیات ۵۸ تا ۹۳	برادرانِ یوسفؑ دربارِ یوسفؑ میں
آیات ۹۴ تا ۱۰۱	حضرت یعقوبؑ کے خاندان کی مصر آمد
آیات ۱۰۲ تا ۱۱۱	انسانوں کی اکثریت کے طرزِ عمل پر بصیرت افروز تبصرہ

آیات ۱ تا ۳

قرآنِ کریم ایک عام فہم کتاب ہے

اِن آیات میں واضح کیا گیا کہ قرآنِ کریم ایک عام فہم کتاب ہے۔ لوحِ محفوظ میں موجود قرآنِ کریم کو اللہ نے زبانِ عربی کی صورت میں نازل کیا تاکہ لوگ قرآن کو سمجھ سکیں اور اِس کے مضامین پر غور وفکر کرسکیں۔

آیات ۴ تا ۶

حضرت یوسفؑ کا خوش کن خواب

اِن آیات میں حضرت یوسفؑ کے خواب کا ذکر ہے جس میں اُنہیں بلند درجات کے حصول کی بشارت دی گئی۔ اُنہیں دکھایا گیا کہ سورج، چاند اور گیارہ ستارے اُن کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو خواب میں دی جانے والی بشارت سے آگاہ کیا اور منع کیا کہ وہ اِس خواب کا تذکرہ اپنے بھائیوں سے نہ کریں ورنہ وہ حسد کی آگ میں جل کر کوئی سازش کریں گے۔

آیات ۷ تا ۱۸

برادرانِ یوسفؑ کی سازش

اِن آیات میں برادرانِ یوسفؑ کی حضرت یوسفؑ کے خلاف سازش کا ذکر ہے۔ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ سے اُن کے حسن، ذہانت اور کریمانہ اطوار واخلاق کی وجہ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔ بھائیوں کو حضرت یوسفؑ سے حسد ہوا اور وہ اُنہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن بڑے بھائی

نے منع کیا کہ قتل نہ کرو بلکہ اُنہیں کسی اندھے کنوئیں میں ڈال دو۔کوئی قافلہ اُن کو ساتھ لے جائے گا۔ بھائیوں نے حضرت یعقوبؑ کو مجبور کر کے اجازت لے ہی لی کہ وہ یوسفؑ کو اپنے ساتھ جنگل میں لے جائیں۔اُنہوں نے یوسفؑ کو اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ایسے میں اللہ نے الہام کے ذریعہ حضرت یوسفؑ کو محفوظ رہنے اور ایک اعلیٰ مقام حاصل کرنے کی بشارت دی۔ برادرانِ یوسفؑ رات میں عشاء کے وقت حضرت یعقوبؑ کے پاس آئے تاکہ چہروں پر جھوٹ کی سیاہی رات کی تاریکی میں ظاہر نہ ہو۔اُنہوں نے جھوٹا بہانہ کیا کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کے بہانہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔اِس کی وجہ یہ تھی کہ اُنہیں حضرت یوسفؑ کا خواب معلوم تھا اور خواب کی تاویل یہ تھی کہ حضرت یعقوبؑ اپنی زندگی میں حضرت یوسفؑ کو شاندار منصبِ دنیوی اور عروجِ دینی پر دیکھ لیں گے۔

آیات ۱۹ تا ۲۲

حضرت یوسفؑ عزیزِ مصر کے گھر میں

اِن آیات میں بیان کیا گیا کہ ایک قافلہ نے حضرت یوسفؑ کو کنوئیں سے نکالا اور مصر میں لے جا کر فروخت کر دیا۔مصر میں حضرت یوسفؑ کو ایک اہم منصب دار نے خریدا جو ''عزیزِ مصر'' کہلاتا تھا۔اُس نے اپنی بیوی (زلیخا) سے کہا کہ اِس بچہ کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔ہم اُسے منہ بولا بیٹا بنالیں گے یا اُس سے کوئی اور فائدہ حاصل کریں گے۔

عزیزِ مصر شہر کے انتظامی امور کا ذمہ دار تھا۔شہر کے مسائل پر غور وفکر کے لیے ماہرین کے اجلاس اُس کے گھر میں منعقد ہوتے تھے۔مسائل کے اسباب پر مختلف زاویوں سے غور ہوتا اور اُن کے تمام ممکنہ حل زیرِ بحث آتے۔ان اجلاسوں میں شرکت سے حضرت یوسفؑ کی تربیت ہوئی اور وہ باتوں کی تہہ تک پہنچنے کا فن سیکھ گئے۔ پھر جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے اُنہیں نبوت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

آیات ۲۳ تا ۲۹

حضرت یوسفؑ...... پاکیزہ کردار کی اعلیٰ مثال

عزیزِ مصر کی زوجہ نے حضرت یوسفؑ کو دعوتِ گناہ دی لیکن اُنہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا:

مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

''اللہ کی پناہ، وہ میرا آقا ہے جس نے مجھے بہت عمدہ مقام دیا ہے اور ظالم کبھی کامیاب نہیں ہوتے''۔

یہ اللہ کا فضل تھا کہ اُس نے اپنے نیک سیرت بندہ کو فحش حرکت سے محفوظ رکھا۔ حضرت یوسفؑ دروازے کی طرف دوڑے' زلیخا اُن کے پیچھے دوڑی اور اُن کا کرتا پکڑ کر کھینچا جس سے کرتا پھٹ گیا۔ زلیخا نے اپنے شوہر کے سامنے حضرت یوسفؑ پر گناہ کی دعوت دینے کا بہتان لگایا۔ حضرت یوسفؑ نے اِس بہتان کی نفی کی' اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے صرف اتنے ہی الفاظ کا استعمال کیا جو نہایت ضروری تھے اور تہمت لگانے والی پر غصہ کا اظہار نہیں کیا۔ بعدازاں اُن کے کرتے کے پچھلی طرف سے پھٹنے نے ثابت کر دیا کہ دعوتِ گناہ دینے والی زلیخا ہے۔

آیات ۳۰ تا ۳۲

بیگماتِ مصر کا مکروفریب

اِن آیات میں مصر کے افسران کی بیگمات کے مکروفریب کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے اِس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ عزیزِ مصر کی بیوی ایک نوجوان خادم پر فدا ہوگئی ہے۔ زلیخا نے اِن بیگمات کو ایک دعوت میں مدعو کیا اور اُن کے سامنے سے یوسفؑ کو گزرنے کا حکم دیا۔ وہ سب کی سب یوسفؑ پر فدا ہوگئیں اور اُنہوں نے یوسفؑ کی توجہ حاصل کرنے کے لیے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ زلیخا نے بتایا کہ یہ ہے وہ حسین نوجوان جس کے بارے میں مجھے ملامت کی جا رہی تھی۔ اُسے میری خواہش پوری کرنی ہوگی ورنہ اُسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا۔

آیات ۳۳ تا ۳۵

اللہ کی توفیق کے بغیر پاکیزہ رہنا ناممکن ہے

جب حضرت یوسفؑ نے دیکھا کہ اب صرف عزیزِ مصر کی بیوی ہی نہیں دیگر بیگمات بھی اُنہیں دعوتِ گناہ دے رہی ہیں تو اللہ کی بارگاہ میں بڑی عاجزی کے ساتھ التجا کی:

رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

”اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اُس گناہ سے کہ جس کی طرف یہ مجھے دعوت دے رہی ہیں اور اگر تو نے مجھ سے اُن کا یہ فریب دور نہ کیا تو میں تو اُن کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں ہو جاؤں گا جاہلوں میں سے“۔

ایک ایسے شخص کے لیے جس کا پردیس میں نہ اپنا گھر ہو اور نہ وہ شادی شدہ ہو، ایسے حالات میں پاکیزہ رہنا، بلاشبہ پاکیزگی کی معراج ہے۔ بہرحال اللہ کے بندے، اللہ سے دعا کر کے کبھی بھی محروم نہیں رہتے:

افلاک سے آتا ہے، نالوں کا جواب آخر
اُٹھتے ہیں حجاب آخر، کرتے ہیں خطاب آخر

اللہ نے یوسفؑ کی دعا سن لی اور اُنہیں گناہ سے محفوظ رکھا۔ البتہ مصر کے اربابِ اختیار نے محسوس کرلیا کہ وہ اپنی بیگمات کو قابو نہیں کر سکتے لہٰذا اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت یوسفؑ کو ہی قید کر دیا جائے۔

آیت ۳۶

دو قیدیوں کے خواب

اِس آیت میں دو نوجوان قیدیوں کے خوابوں کا ذکر ہے۔ یہ نوجوان شاہِ مصر کے محل میں ملازم تھے۔ ایک ساقی تھا اور دوسرا باورچی۔ اُن پر الزام تھا کہ اُن میں سے کسی ایک نے بادشاہ کو زہر دینے کی کوشش کی ہے۔ اُنہیں قید خانے میں حضرت یوسفؑ کی سچائی اور پاکیزہ کردار کا تجربہ ہوا۔ پھر اُن کی علمی بصیرت کا بھی اندازہ ہوا۔ اُن دونوں نے حضرت یوسفؑ کے سامنے اپنے اپنے خواب بیان کیے تاکہ اُن کی تعبیر جان سکیں۔ ایک نے کہا کہ وہ بادشاہ کو خواب میں شراب پلا رہا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ اُس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اُس کے سر پر روٹیوں

کی چنگیری ہے جس میں سے پرندے کھا رہے ہیں۔

آیات ۳۷ تا ۴۰

قید خانہ کا حکیمانہ وعظ

حضرت یوسفؑ نے دونوں قیدیوں کو نہ صرف اُن کے خوابوں کی تعبیر بتائی بلکہ اُن کے سامنے ایسا حکیمانہ وعظ ارشاد فرمایا جو ایمانی حقائق اور عملی ہدایات کا حسین امتزاج لیے ہوئے تھا۔ اُنہوں نے ارشاد فرمایا:

i- میرے پاس جو بھی علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔

ii- اللہ نے مجھے علم کی دولت اِس لیے دی ہے کہ میں نے اُن لوگوں کی روش اختیار نہیں کی جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

iii- میں نے اپنے صالح آباء واجداد کی پیروی کرتے ہوئے توحید کی راہ اختیار کی۔

iv- توحید کا عقیدہ تمام انسانوں کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ انسان کو باوقار کردار کا حامل بناتا ہے۔ یہ عقیدہ در در پر سر جھکانے، اسباب کے خوف اور دوسروں کی خوشامد و چاپلوسی کی ذلت سے بچاتا ہے۔ بقول اقبال:

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

v- لوگوں کی اکثریت ناشکری کرتے ہوئے توحید کا راستہ اختیار نہیں کرتی بلکہ خود ساختہ معبودوں کو اللہ کے ساتھ شریک کر دیتی ہے۔

vi- معبودِ حقیقی صرف اور صرف اللہ ہی ہے اور اُسی کا اختیار ہے کہ انسانوں کو احکامات دے۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

vii- دعوتِ عمل کا نمایاں ترین مظہر یہ ہے کہ صرف اللہ کی عبادت یعنی محبت کے ساتھ کلی

اطاعت کی جائے۔ بالکل خالص دین یہی ہے۔

آیات ۴۱ تا ۴۲

قیدیوں کے خواب کی تعبیر

حضرت یوسفؑ نے دونوں قیدیوں کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ ایک قیدی رہا ہوگا اور دوبارہ بادشاہ کے ساقی کا منصب حاصل کرکے بادشاہ کو شراب پلانے کی ذمہ داری ادا کرے گا۔ دوسرے کو سزا کے طور پر صلیب پر لٹکا دیا جائے گا اور پرندے اُس کے سر میں سے مغز نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ حضرت یوسفؑ نے رہا ہونے والے قیدی سے کہا کہ بادشاہ کے سامنے ذکر کرنا کہ یوسفؑ بغیر کسی قصور کے جیل میں قید ہیں۔ وہ یہ بات بادشاہ کے علم میں لانا بھول گیا۔

آیات ۴۳ تا ۴۴

بادشاہ کا خواب

بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں کھا جاتی ہیں سات دبلی گائیں۔ اِسی طرح اناج کی سات بالیاں سبز ہیں اور سات ہی خشک۔ بادشاہ نے اپنے سرداروں سے خواب کی تعبیر پوچھی لیکن وہ تعبیر بتانے سے قاصر رہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۹

بادشاہ کے خواب کی تعبیر

ساقی نے بادشاہ سے کہا کہ وہ حضرت یوسفؑ سے خواب کی تعبیر پوچھ کر بتائے گا۔ حضرت یوسفؑ نے ساقی کو بتایا کہ سات سال خوشحالی کے آئیں گے جس میں کثرت سے پیداوار ہوگی۔ تم اِن سالوں میں اناج کے دانے پھلیوں سے صرف اُس قدر نکالنا جو تمہاری خوراک کے لیے ضروری ہوں۔ اِس کے بعد سات سال خشک سالی کے آئیں گے۔ اب پھلیوں میں محفوظ دانے استعمال کرنا لیکن کچھ بچا لینا تاکہ آئندہ بیج کے لیے استعمال ہوں۔ پھر ایک ایسا سال آئے گا جس میں خوب بارش ہوگی اور بڑی عمدہ زرعی پیداوار ہوگی۔ گویا حضرت یوسفؑ نے مسئلہ بھی بتایا اور مسئلہ کا حل بھی تجویز فرما دیا۔ البتہ اعلیٰ ظرفی دیکھیے کہ ساقی سے کوئی

شکایت نہیں کی کہ تم نے میرے بلاقصور قید ہونے کے بارے میں بادشاہ کو کیوں نہیں بتایا؟

آیت ۵۰

بادشاہ کی طلبی اور حضرت یوسفؑ کا انکار

بادشاہ نے ساقی سے خواب کی تعبیر سن کر کہا کہ ایسے صاحبِ بصیرت انسان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ حضرت یوسفؑ نے رہا ہونے سے انکار کیا اور مطالبہ کیا کہ پہلے معاملہ کی تحقیق ہو کہ مجھے کس وجہ سے قید کیا گیا ہے؟ اہمیت نیک نامی کی ہے۔ کسی شبہ یا بدگمانی کا داغ لے کر رہا ہونا اُنہیں قبول نہ تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اُن کا بے قصور ہونا ثابت ہو جائے اور اُن کے کردار کی پاکیزگی سب کے سامنے آجائے۔

آیات ۵۱ تا ۵۳

بیگماتِ مصر کی حضرت یوسفؑ کے حق میں گواہی

بادشاہ کے دریافت کرنے پر تمام بیگماتِ مصر نے گواہی دی کہ حضرت یوسفؑ انتہائی پاکیزہ کردار کے حامل انسان ہیں۔ عزیزِ مصر کی بیوی نے بھی آپ کی پاکدامنی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا:

ذٰلِکَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ ﴿﴾ وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ج اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ م بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ط اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿﴾

"میں یہ بات اِس لیے بتا رہی ہوں کہ میرا شوہر جان لے کہ میں نے اُس کے پیچھے کوئی خیانت نہیں کی اور اللہ خیانت کرنے والوں کی چالوں کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔ اور میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتی، بے شک نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے سوائے اُس کے کہ جس پر میرا رب رحم کرے۔ بے شک میرا رب بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

یہ رائے درست محسوس نہیں ہوتی کہ یہ حضرت یوسفؑ کا بیان ہے۔ حضرت یوسفؑ ابھی قید خانہ

میں ہیں۔ابھی دربارِشاہی میں آئے ہی نہیں کہ اُن کا بیان ہو۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی ایسی حکیمانہ اور پاکیزہ گفتگو کیسے کرسکتی ہے؟ دراصل یہ یوسفؑ کے اعلیٰ کردار کا اثر ہے کہ عزیزِ مصر کی بیوی کی سوچ کا رخ ہی بدل گیا اور اب وہ بھی معرفت کی باتیں کررہی ہے۔اُس نے اعترافِ گناہ کے ساتھ عذرِ گناہ بھی بیان کردیا کہ یہ نفس کی شرارت ہے کہ وہ بدی ہی پر اکساتا ہے۔نفس کی شرارت سے صرف اللہ ہی بچاسکتا ہے۔مسنون دعا ہے:

اَللّٰھُمّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلاَ تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ، وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ، لَا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ (ابوداوٗد)

اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔مجھے پلک جھپکنے کے دوران بھی نفس کے حوالے نہ فرما۔میرے ہر معاملے کی اصلاح فرما۔تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔آمین!

آیات ۵۴ تا ۵۷

حضرت یوسفؑ کے لیے منصبِ خاص

بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو طلب کیا اور اُن سے گفتگو کرکے مزید متأثر ہوا۔بادشاہ نے اعلان کیا کہ اب یوسفؑ کو ہمارے مصاحبِ خاص کا مرتبہ حاصل ہوگا۔حضرت یوسفؑ نے خود کو زراعت و معدنیات کا شعبہ سنبھالنے کے لیے پیش کیا۔یوں اللہ نے حضرت یوسفؑ کو مصر میں ایک اہم منصب پر فائز فرمادیا۔بلاشبہ جو بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ اُسے دنیا میں بھی نوازتا ہے اور آخرت میں بھی اجرِعظیم عطا فرمائے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆